اِسلامی تحقیق، جدید تقاضے اور منصوبہ بندی

ملک محمد فیروز فاروقی

دورِ حاضر کے جدید تحقیقی رجحانات کے مدِّ نظر ضروری ہے کہ ہم اسلامی تحقیق کے نئے رُخ متعین کریں اور ان کی تفصیلات کی جامع منصوبہ بندی کرکے اسلامی ادب (Islamic Literature) کو جدید علمی و فکری معیار کے مطابق پیش کریں۔ محض بیانیہ نوعیت کی تحریر و تقریر دورِ حاضر کی جدید مطالعاتی و تحقیقاتی ضرورتوں کو پُورا کرنے سے قاصر ہے کیونکہ یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ زمانہ مستقبل میں تہذیب و ثقافت، مذہبی افکار و نظریات، الٰہیاتی مباحث اور علمی و فکری سرگرمیوں کے خدوخال کا تعین بہرحال سائنس اور ٹیکنالوجی اور جدید ترین سوشل فلاسفی کے تقاضوں کے مطابق ہوگا۔ لہٰذا اسلامی تحقیق کے میدان میں کام کرنے والوں کے لیے ضروری ہوجاتا ہے کہ وسیع تر ملّی مفاد اور مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے دورِ حاضر کے جدید علمی رجحانات کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور انھیں پورا کرنے کے لیے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ اسلامی تحقیق کے لیے جدید تقاضوں کے تعین اور ان کی جامع منصوبہ بندی کی جتنی ضرورت آج محسوس کی جارہی ہے یا آئندہ کی جائے گی۔ اس کی مثال زمانہ ماقبل میں نہیں مل سکتی۔ ہمارے ہاں مختلف موضوعات پر کتابوں کی کمی نہیں لیکن تحقیق و تفتیش کے اہداف کے صحیح تعین کا فقدان ضرور ہے۔ اکثر اداروں میں تحقیق اور ریسرچ کے اہداف کا تعین کئے بغیر علمی کام کیا جارہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے خاطر خواہ نتائج حاصل نہیں کئے جاسکتے۔ دینی مدارس کے فارغ التحصیل علماء عام طور پر زمانے کے جدید علمی و فکری رجحانات اور ضروریات سے زیادہ واقف نہیں۔ لہٰذا ان سے ابھی یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اقتضائے وقت کا ساتھ دیں گے۔ زمانہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے، تحقیقی انداز، معیار اور منہاجیات جلدی جلدی تبدیل ہورہے ہیں۔

انسان کے طرزِ مطالعہ اور اس کے نفسِ موضوع میں بھی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ غیر مسلم اقوام کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کو چیلنج کا سامنا ہے اور اسی چیلنج کا جواب ہمیں دینا ہے۔ رہے جدید تعلیمی و تحقیقی ادارے تو ان میں ابھی تک اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا صحیح شعور نہیں پایا جاتا اور اگر ہے بھی تو وہ اس قدر کمزور اور مبہم ہے کہ کسی عظیم کام کا محرک نہیں بن سکتا۔ غرضیکہ اس دور میں اسلامی تحقیق اور ریسرچ کو درپیش سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ اہداف کا تعین نہیں۔ صاحبِ بصیرت علماء اور ریسرچ اسکالرز کی کمی نہیں جوہرِ قابل موجود ہے لیکن ریسرچ کی منصوبہ بندی نہیں ہے۔ اور یہ چیز اس راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ عیسائی اور یہودی علماء نے بہت پہلے اس امر کا احساس کیا اور جدید علمی و فکری رجحانات کو سامنے رکھ کر ایسا تحقیقی کام کیا ہے کہ اسے دیکھ کر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر مسلمان کیا کرتے رہے ہیں۔ ؟ یہ تسلیم کہ طویل دورِ غلامی نے مسلمانوں کی صلاحیتوں کو مفلوج کر ڈالا ہے اور انھیں اس قابل نہیں چھوڑا کہ وہ اطمینان کے ساتھ مثبت انداز میں کوئی تحقیقی کام انجام دیتے۔ لیکن پھر بھی یہ سوال اپنی جگہ برقرار رہتا ہے کہ دنیائے اسلام کے اکثر و بیشتر حصوں میں اس دورِ غلامی کو ختم ہوئے ایک مدت ہو چکی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اس عرصہ میں بھی دنیائے اسلام کے تحقیقی اداروں میں ایسا کام نہ کیا جا سکا جو ریسرچ اسکالرز، علماء، طلباء اور علم دوست طبقوں کے لیے از حد ضروری اور لازمی تھا۔ یہودی اور عیسائی فضلاء کی کاوشوں کو دیکھئے کہ انھوں نے اپنی الہامی کتب کی جدید تشریح و توضیح کی غرض سے بے شمار کتابیں لکھی ہیں۔ انھوں نے جب دیکھا کہ بدلتے ہوئے ترقی پذیر علمی و فکری رجحانات اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ انجیل و تورات کا بھرپور جغرافیائی مطالعہ کیا جائے اور ان کے مشمولات (Contents) کو جدید ترین تکنیک کے ساتھ نقشوں، شکلوں اور شماریاتی جدولوں کے ذریعے پیش کیا جائے تاکہ ان میں زیادہ سے زیادہ جامعیت اور ایجاز و اختصار پیدا ہو تو انھوں نے ایک باقاعدہ اور منظم منصوبہ بندی کے ساتھ کام کر کے اپنی الہامی کتابوں کو جدید فکری زندگی عطا کی۔ یقین کیجئے کہ مسخ شدہ انجیل و تورات میں انسان، انسانی زندگی، معاشرہ اور اس کے احوال و کوائف اور انسان کی نجات وغیرہ کے بارے میں کوئی عملی تعلیم سرے سے موجود ہی نہیں ہے لیکن داد دیجئے کہ یہودی اور عیسائی فضلا نے ان مسخ شدہ الہامی کتب کی ارضیاتی و ماحولیاتی تشریح و توضیح کے لیے کس قدر عرق ریزی اور محنت سے کام کیا ہے۔ انھوں نے انجیل و تورات میں مذکور انسانوں اور جانوروں کے ناموں سے لے کر جغرافیائی مقامات اور علاقوں تک کے احوال و کوائف

کو نہایت شائستہ طریقے سے محفوظ کیا ہے درجنوں بلکہ بیسیوں اٹلسیں (Atlases) تیار کی ہیں اور سیکڑوں نقشوں اور شماریاتی جداول کے ذریعے علمی دنیا کو مفید معلومات مہیا کی ہیں۔

ہم اس پر ناز اں ہیں کہ روئے زمین پر قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے جس پر سب سے زیادہ تفسیری و تحقیقی کام کیا گیا ہے۔ مسلمان علماء نے قرآن کریم کی تفسیر پر بہت زیادہ ضخیم کتابیں لکھیں جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ انھوں نے قرآن کریم کے اعراب، نقطے، الفاظ اور حروف تک گن ڈالے، قاموس اور لغت اور تراجم تیار کئے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آج کے جدید علمی رجحانات اور ان کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے کیا کچھ ہو سکتا ہے۔ موجودہ دور بیانیہ تحریر و تقریر کا دور نہیں ہے بلکہ سائنسی تفکر اور ریاضیاتی مناہجات تحقیق کا دور ہے۔ اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ہمیں بہت پہلے اسلام اور قرآن کریم کے سائنسی اور جغرافیائی مطالعے کی طرف توجہ دینا چاہیئے تھی۔ مسلمان علماء اور ریسرچ اسکالرز نے اس میدان میں بہت کم کام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ درس نظامی کے ایک فارغ التحصیل عالم کو یہ علم نہیں کہ قرآن کے پیغام کا جغرافیائی پس منظر کیا ہے؟ "تاریخ ارض القرآن" کے مطالعے کی اہمیت کیا ہے؟ اس ناواقفیت کی وجہ یہی ہے کہ اسلامی تاریخ اور تہذیب و تمدن اور قرآن کریم کا جامع اور منظم جغرافیائی مطالعہ نہیں کیا گیا۔ آج سے تقریباً پچاس سال قبل سید سلیمان ندوی نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر کام کے دوران اس امر کی ضرورت محسوس کی کہ جزیرہ نمائے عرب کے جغرافیائی حالات کو کتاب کے دیباچہ میں درج کیا جائے۔ اس غرض سے مواد کی تلاش شروع کی تو میدان زیادہ وسیع نظر آیا بالآخر انھوں نے اس مواد کو "تاریخ ارض القرآن" کے عنوان سے علیحدہ کتاب کی شکل دے دی اور یوں پہلی مرتبہ اس نوعیت کی کتاب ہمارے سامنے آئی۔ اس کتاب کے دیباچہ میں سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:-

"قرآن مجید میں عرب کی بیسیوں قوموں، شہروں اور مقامات کے نام ہیں جن کی ہر قسم کی صحیح تاریخ سے نہ صرف عوام بلکہ علماء تک ناواقف ہیں اور نہایت عجیب بات ہے کہ تیرہ سو برس میں ایک کتاب بھی مخصوص اس فن پر نہیں لکھی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف خود مسلمانوں کو ان حالات سے ناواقفیت رہی اور دوسری طرف غیروں کو انھیں افسانہ کہنے کی جرأت ہوئی۔ تورات میں ہزاروں اشخاص، اقوام، بلاد اور مقامات کے نام ہیں جو تطاول زمانہ اور تغیر السنۃ کی بنا پر مجہول اور ناپید ہو گئے ہیں۔ لیکن علمائے نصاریٰ کی ہمت ہزار بار آفریں ہے کہ وہ ارض تورات

(Land of Bible) اور انسائیکلو پیڈیا آف بائبل کے ذریعے سے ۲ ہزار برس کے مردہ نام اپنی مسیحیت سے زندہ کر رہے ہیں۔" [1]

اسی دیباچہ میں مؤلف مذکور نے قرآن پاک کے جغرافیائی مطالعہ کی ضرورت و اہمیت اور افادیت پر لکھا ہے:۔

"عہد قدیم میں مخالفین کے اعتراضات کا نشانہ اعتقادیات تھا لیکن اس عصر جدید میں جب ہمارے مخالفین عقائد اسلام کی مضبوطی کا امتحان کر چکے ہیں انھوں نے یہاں سے ہٹ کر تاریخ و تمدن کے میدان میں مورچے قائم کئے ہیں، ضرورت ہے کہ جس طرح ایرانی اور یہودی مورخین کے مقابلہ میں ابوحنیفہ دینوری (متوفی ۲۸۱ھ) ابن قتیبہ (متوفی ۲۷۰ھ) اور ابن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) نے اسلام اور قرآن کی تاریخ میں تحقیق و تطبیق کی کوشش کی ہے اس زمانہ میں جدید یورپین تاریخ کی اسلام و قرآن سے تطبیق دی جائے اور یورپین تاریخی تحقیقات و اکتشافات کی غلطی کا پردہ چاک کیا جائے اور خود انہیں کے کارخانوں کے بنے ہوئے ہتھیاروں سے ان کے حملوں کا جواب دیا جائے۔" [2]

مسلمانوں کی علمی و فکری تاریخ میں برصغیر پاک و ہند کے اس جید عالم نے پہلی مرتبہ اس موضوع پر قلم اٹھایا اور حق یہ ہے کہ اپنی بساط کے مطابق بھرپور کام کیا ہے لیکن چونکہ سید سلیمان ندوی ماہر علم جغرافیہ نہ تھے۔ اس لیے "تاریخ ارض القرآن" کے مواد میں فنی صحت (Technical Accurance) کا کافی حد تک فقدان پایا جاتا ہے۔ اس کمی کا احساس خود ان کو بھی تھا۔ دیباچہ ہی میں لکھتے ہیں:۔

"اقوام و بلاد کے صحیح مقامات کی تعیین کے لیے متعدد نقشوں کی ضرورت تھی، اس فن میں باوجود بے بضاعتی کے، اس خدمت کو نہایت محنت سے خود انجام دینا پڑا۔" [3]

علم جغرافیہ میں فنی مہارت کے فقدان ہی کے باعث "ارض القرآن" کے مواد کو صحیح اور متین جغرافیائی مطالعہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ غرضیکہ اس میدان میں اول تو کوئی کام ہی نہیں کیا گیا اور جو کچھ کیا گیا ہے وہ فنی و ادبی لحاظ

---

[1] ندوی، سید سلیمان: تاریخ ارض القرآن جلد اول ص۳ (مطبع معارف اعظم گڑھ سنہ ۱۹۴۳ء)

[2] ایضاً ص۵ ، [3] ایضاً ص۶۔

سے اس تحقیقی کام سے کہیں فروتر ہے جو یہودی اور عیسائی علماء نے انجیل و تورات کے جغرافیائی مطالعہ کے ضمن میں کیا ہے۔ اس تحقیقی، فنی اور ادبی معیار کو اگر سامنے رکھا جائے تو بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے ہاں اس کام کی کوئی ایک نظیر بھی موجود نہیں ہے۔ ان حالات میں اس موضوع کو تحقیق اور ریسرچ کے ایک ہدف (Target) کے طور پر سامنے رکھ کر کام کرنے کی ضرورت و اہمیت مزید کسی جواز (Justification) کی محتاج نہیں رہ جاتی۔ زیرِ نظر مقالہ میں اس تحقیقی کام کی ایک جامع سکیم پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے[لے]۔ اس سکیم کو پیش کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ "اسلام اور قرآن پاک کے جغرافیائی مطالعہ" کی تعریف (Definition) اور نفسِ موضوع (Subject matter) کو مختصراً بیان کر دیا جائے۔

اس مطالعہ سے مراد اسلام، اسلامی تاریخ، اسلامی تہذیب و تمدن اور قرآن کریم کی دعوتِ انقلاب کے نشو و ارتقاء، ان کے حرکیاتی کردار (Dynamic character) اور تفاعلی مزاج ——— (Functional Nature) کو زمان و مکان (Time and Space) کے حوالے کے ساتھ ایک ایسے انداز میں بیان کرنا ہے کہ ماحول اور ماحولیاتی عناصر کے ساتھ ان کا زندہ ربط قائم کیا جا سکے۔ اس مطالعہ کے بغیر اسلام اور قرآن کریم کی دعوتِ انقلاب کی مکمل، مربوط اور تفاعلی تفہیم ممکن نہیں ہے۔

اس متنوع اور ناگزیر جغرافیائی مطالعہ کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) اسلام

(الف)	تاریخ اسلام	اٹلس تاریخ اسلام
(ب)	سیرت النبیؐ	اٹلس سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
(ج)	اسلامی تہذیب و تمدن	اٹلس تہذیب و تمدن اسلامی
(د)	افکار و نظریات	علم جغرافیہ میں مسلمانوں کی خدمات

(۲) قرآن کریم

(الف)	نزول قرآن	جغرافیہ نزول قرآن

لے اگست ۷۴ء کے "فکر و نظر" میں میرا ایک مضمون بعنوان "قرآن پاک کا جغرافیائی مطالعہ" شائع ہوا تھا جس میں میں نے محض تعارفی انداز میں قرآن پاک کے جغرافیائی مطالعہ کا ایک خاکہ ترتیب دیا تھا۔ موجودہ مضمون میں موضوع زیر بحث کے تمام پہلوؤں اور حصوں کو سامنے رکھ کر ایک مکمل جامع منصوبہ پیش کرنا مطلوب ہے۔

(ب) انبیائے قرآن — اٹلس انبیائے قرآن

(ج) ارض القرآن — قرآن اٹلس

(د) جغرافیہ قرآن

اس تحقیقی کام کے مندرجہ بالا حصوں اور شعبوں کے علاوہ بعض دیگر پہلو بھی ہیں۔ مثلاً اسلامی تاریخ، سیرت النبیؐ، اسلامی تہذیب وتمدن اور قرآن کریم سے جغرافیائی انڈکس (اشاریے) تیار کرنا اور بعض ضروری کوائف کو شماریاتی گوشواروں اور جداول کے ذریعے پیش کرنا، لیکن سردست مندرجہ بالا اسکیم کے ذریعے فوری ضرورت کو بخوبی پورا کیا جا سکتا ہے اسی اسکیم پر راقم الحروف ایک عرصہ سے کام کر رہا ہے[۵]

ہمارے ہاں عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ یورپی اور امریکی ممالک کے عیسائی اور یہودی مذہبیات اور الہیات (Theology) میں بہت کم دلچسپی رکھتے ہیں۔ انھوں نے مادیت پرستی کے طریق زندگی کو اپنا کر الہیات میں دلچسپی بہت حد تک کم کر لی ہے لیکن راقم الحروف کے خیال میں یہ تاثر صحیح نہیں ہے۔ ان ملکوں میں الہامی کتب کے تحقیقی اور جدید مطالعے کے لئے ایک منصوبہ بندی کے تحت درس گاہیں' ادارے اور مراکز قائم کئے گئے ہیں جن میں الہامی کتب کے سائنسی اور جغرافیائی مطالعہ پر بہت زیادہ کام کیا گیا ہے۔ ان ملکوں کی یونیورسٹیوں میں جغرافیہ صحائف (Scriptur geography) کے لیے باقاعدہ شعبے قائم کئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جغرافیہ' انجیل و تورات کی ہر قسم کی معلومات کے لیے آپ بیسیوں اٹلسیں (Atlases)، لغات' اشاریئے جغرافیائی خاکے، شماریاتی جداول' سینکڑوں بلکہ ہزاروں نقشے اور متعدد دائرۃ المعارف (Encylopaedas) سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ یورپی تاریخ اور تہذیب وتمدن پر بے شمار اٹلسیں تیار کی گئی ہیں۔ بلکہ حد یہ ہے کہ ہماری تاریخ کی اٹلسیں بھی انہی عیسائی علماء نے تیار کی ہیں اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان علماء نے اپنے

---

[۵] اس سلسلہ میں میری سب سے پہلی کوشش تحقیقی مقالہ بعنوان "جغرافیہ قرآن" ہے جو جامعہ پنجاب لاہور کے ایم اے علوم اسلامیہ کے امتحان منعقدہ ۱۹۷۴ء کے ایک حصہ کے طور پر علوم اسلامیہ کے بورڈ آف اسٹڈیز کے لیے لکھا گیا تھا۔ بعد ازاں اسی موضوع پر ایک مقالہ اسلام آباد یونیورسٹی اور یونیسکو (اقوام متحدہ کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار برائے مطالعہ تاریخ سائنس "قرون وسطیٰ" (دسمبر ۱۹۷۴ء) میں اور دوسرا مقالہ آل پاکستان جیوگرافیکل ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام منعقدہ تیسری آل پاکستان جیوگرافیکل کانفرنس" اسلام آباد (نومبر ۱۹۷۵ء) میں پڑھا گیا۔

موروثی تعصب اور اسلام دشمنی کا اظہار کس کس انداز میں کیا ہوگا۔ ہماری علمی پستی اور معذرت خواہانہ طرزِ فکر کی انتہا یہ ہے کہ ہم انہی علماء کے بیانات کو قابلِ اعتماد سمجھ لیتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان علماء نے علم و سائنس کے ہر میدان میں ہماری کردار کشی کرنے کی کوشش کی ہے۔ قرآن کریم میں مذکور اقوام و بلاد، ان کے محلِ وقوع، تاریخی کردار اور جغرافیائی حالات و کوائف کے بارہ میں ان یہودی اور عیسائی علماء نے انتہائی گمراہ کن غلط فہمیوں کو ہوا دینے کی کوشش کی ہے۔ رہی جغرافیائی افکار و نظریات کی تاریخ اور اس کا فلسفہ، تو قرونِ وسطیٰ کے مسلمان جغرافیہ دانوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے" یورپی اور امریکی ماہرین جغرافیہ کا یہی فیصلہ ہے اور اسی فیصلہ کی تعلیم ہم اپنی درسگاہوں میں دے رہے ہیں اور پھر ان طالب علموں سے توقع رکھتے ہیں کہ یہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے مفید ثابت ہوں گے۔ یا للعجب!!!

زیرِ نظر مقالہ میں یہودی و عیسائی علماء کے موروثی تعصب اور اسلام دشمنی پر بحث کرنا مقصود نہیں دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے علماء اور ریسرچ اسکالرز نے اس کے سدباب کے لیے کیا کچھ کیا ہے؟ علماء یہود و نصاریٰ کی یہ کوشش بہرحال قابلِ تحسین ہے کہ انہوں نے اپنے مخصوص مفادات اور مقاصد کے مدنظر اپنی الہامی کتب کو ایسے انداز میں اہلِ علم کے سامنے پیش کیا ہے جو دورِ حاضر کے جدید علمی و تحقیقی تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ یہودی فضلاء کی ایک بہت بڑی جماعت نے "یہودی دائرۃ المعارف" تیار کیا ہے جس میں یہودیت، اس کے تاریخی ارتقاء اور جغرافیائی حالات اور تورات کے جغرافیائی پس منظر پر شرح و بسط کے ساتھ مواد جمع کر دیا گیا ہے[6]۔ کالی کیلے نے انجیل کا ایک مبسوط "دائرۃ المعارف" تیار کیا ہے[7]۔ اسی طرح جان ایڈی (John Eadie) نے بھی انجیل کا ایک "دائرۃ المعارف" تیار کیا ہے[8]۔ تین علماء ڈبلیو ایل الیگزنڈر، ایڈن برگ اور سی بلیک نے بھی انجیلی ادب کا ایک "دائرۃ المعارف" تیار کیا ہے[9]۔ لندن کے جارج فلپس اینڈ سنز کمپنی نے "فلپس سکرپچر اٹلس" شائع کیا ہے جس میں ۱۶ رنگین پلیٹوں کے ایک سلسلہ میں عہد نامہ قدیم و جدید کی کتابوں کی

---

(6) The jewish Encyclopaedia, (New York-London) Funk and May nalls company (1910).

(7) Kelley, cheyre Thomas, Encyclopaedia Biblica, London (1899)

(8) Eadie john (1810 - 1876) Biblical Encyclopaedia, (London-1813)

(9) Encyclopaedia of Biblical Literature, (London 1865)

جغرافیائی تشریح کے لیے ۴۰ سے زاید نقشے اور خاکے شامل کئے گئے ہیں۔ مزید برآں انجیل و تورات میں مذکور قدیم جغرافیائی ناموں اور ان کی جدید شناخت کے لیے ایک مبسوط اشاریہ بھی دیا گیا ہے[۱۰]۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، لندن نے "آکسفورڈ بائبل اٹلس" شائع کی ہے، جسے جی کے ہربرٹ اور آر۔ ڈبلیو ہملٹن اور جی این ایس ہنٹ نے مدون کیا ہے۔ جی۔ ای رائٹ (Wright G. E.) اور الیف۔ یو فلسن (Filson, F. U.) نے "ویسٹ منسٹر اٹلس برائے بائبل" تیار کی۔ جو ۱۹۴۶ء میں لندن سے شائع ہوئی ہے۔ سی اے اسمتھ (Smith, C. A.) نے "اٹلس برائے تاریخی جغرافیہ ارض مقدس" (فلسطین) تیار کی ہے[۱۱]۔ غرضیکہ یہودی و عیسائی فضلاء نے انجیل و تورات کے ہر موضوع پر اور ہر پہلو پر جغرافیائی تحقیق کا کام کیا ہے۔ یورپی و امریکی ممالک کے نظام تعلیم میں انجیل و تورات کے جغرافیائی مطالعہ کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسکول کے بچوں تک کے لیے اس کا نصاب تیار کیا گیا ہے اور اس کے لیے متعدد اٹلسیں موجود ہیں۔ مثلاً ہیوگز اور برتھولومیو (Hughes and bartholomew) کی "اسکول اٹلس برائے طبعی، قدیم و جدید اور الہامی جغرافیہ"[۱۲]۔

ان حالات میں یہ امر ناگزیر ہے کہ اسلامی ممالک کے تحقیقاتی ادارے اس میدان میں بھرپور توجہ دیں۔ یہ کام افراد کے کرنے کا نہیں ہے بلکہ اس کے لیے تعلیمی اداروں، جامعات کے تحقیقاتی شعبوں اور دیگر تحقیقاتی اداروں کو مل جل کر کام کرنا ہوگا۔ پاکستان میں سب سے بڑی ذمہ داری ادارہ تحقیقات اسلامی پر عائد ہوتی ہے۔ اس ادارہ کے اسلامی تحقیقات کے ماسٹر پلان میں "علم جغرافیہ میں مسلمانوں کی خدمات" پر تحقیقی کام کو تو شامل کیا گیا ہے[۱۳] لیکن موضوع زیر بحث کے دوسرے پہلوؤں کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ پاکستان کے

---

(10) Oxford Bible Atlas, Oxford University (London-1962)

(11) Smith, C.A. an Atlas of the Historical Geography of the Holy land, (London-1915)

(12) School Atlas of Physical and modern and Ancient and scripture Geography, 1865.

۱۳۔ اس ادارہ نے اسلامی تحقیقات کا ایک ماسٹر پلان ۱۹۶۶ء میں تیار کیا تھا جسے ادارہ کے بورڈ آف گورنرز نے ۱۹۶۷ء میں منظور کیا اور اسے ایک کتابچے کی صورت میں اپریل ۱۹۶۸ء میں شائع کیا گیا۔

پیشہ ور جغرافیہ دانوں (Geogrephers) ماہر علم عمرانیات (Sociologists)
ماہرین علم آبادیات (Demographers) ماہرین نقشیات (Cartologists) اور
شماریات شناسوں (Statisticians) پر بھی اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ اس تحقیقاتی کام کے لیے اعلیٰ درجہ کی فنی مہارت اور تکنیکی صلاحیت درکار ہے۔ تبھی فنی صحت کا اعلیٰ معیار قائم کیا جا سکتا ہے۔ ہم میں ان ماہرین کی قطعاً کوئی کمی نہیں ہے۔ برصغیر ہند و پاک میں ان فنون کے بہترین ماہرین موجود رہے ہیں اور اب پاکستان میں بھی ان کی ایک وافر تعداد موجود ہے۔ آل پاکستان جیوگرافیکل ایسوسی ایشن میں ہزاروں نہیں تو جغرافیہ دان ضرور شامل ہیں۔ اس ایسوسی ایشن ہی کے ایک رکن نے جو بین الاقوامی شہرت کے فاضل جغرافیہ دان ہیں، جغرافیائی افکار و نظریات، ان کی تاریخ اور ان میں مسلمانوں کی خدمات پر بے حد مفید کام کیا ہے۔[14]

راقم الحروف کی رائے میں وفاقی وزارت مذہبی امور پاکستان کے زیر انتظام ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، آل پاکستان جیوگرافیکل ایسوسی ایشن اور جیولوجیکل سروے آف پاکستان کے اشتراک سے ایک تحقیقاتی بورڈ قائم کیا جا سکتا ہے جو اس منصوبہ کو مکمل کرے۔

(14) Siddiqui, Nafis Ahmad, "Muslim contribution of Geography" (Lahore- 1965).

حبیب بینک کی
۴ نئی اور بے مثال بچت کی اسکیمیں
ڈپازٹ گروتھ سرٹیفکیٹ
ڈپازٹ گروتھ انشورنس سرٹیفکیٹ
۵ سالہ خصوصی فکسڈ ڈپازٹ اکاؤنٹ
انعامی سیونگز اکاؤنٹ